قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل

غلام حیدر آسی

کسی بھی معاشرے کی معاشرتی تنظیم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے زمانی و مکانی حدود کی تعیین کر لی جائے۔ قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے مطالعہ کے لئے سر زمین عرب کا وہ حصہ جو حجاز و نجد کے صوبوں پر مشتمل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت سے ایک صدی قبل تک کا زمانہ زیر بحث آئے گا۔

خطۂ عرب جسے اسلام اور مسلمانوں کے مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ھی سے دنیائے انسانیت کا بالعموم اور دنیائے اسلام کا بالخصوص مرکز توجہ رہا ہے۔ عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ سامی زبانوں میں لفظ عرب سے مراد ہمیشہ شمالی صحرائے جزیرۃ العرب یا ساکنین شمالی صحرائے عرب رہے ہیں۔ بعد میں اس کا اطلاق تمام جزیرۃ العرب اور اس کے رہنے والوں پر کیا جانے لگا۔ عربی زبان میں اس کے مترادفات بدو، بادیہ اور " واد غیر ذی زرع " مستعمل ہوتے رہے ہیں (۱) ۔

یونانی مؤرخ بطلیموس نے ملک عرب کو طبعی طور پر تین قدرتی حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ تقسیم یورپین جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے ہاں عموماً مسلم رہی ہے۔ (۱) عرب ریگستان (Arabia Deserta) (۲) عرب سنگستان (Arabia Petra) (۳) عرب آبادان (Arabia Felix) - عرب مؤرخین اور جغرافیہ نویسوں نے عرب کو سطح زمین کے لحاظ سے عموماً پانچ حصوں میں

تقسیم کیا ہے۔ (۱) تہامہ یا غور (۲) حجاز (۳) نجد (۴) یمن (۵) عروض (۲)۔ ان میں سے خطۂ حجاز ہی وہ جنت ارضی ہے جہاں وحی الہی کی نہریں جاری ہوئیں، دین مقبول اور ہدایت دائمی کا شجر طیب اگا اور نظم و فلاح انسانیت کا ثمر شیریں حاصل ہوا۔ خالق کائنات نے دنیائے انسانیت کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر بنی نوع انسان کو کامیاب دنیوی اور اخروی زندگی کی تمام راہیں دکھا دیں۔ چنانچہ اسی خطۂ زمین میں اللہ تعالی کے آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے انسانیت کے لئے کامیاب معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی نظام کی تابندہ مثالیں قائم کیں اور فریضۂ رسالت ادا کر کے دائمی شریعت الہیہ کی پائدار عمارت تعمیر کی۔

دین مبین "الاسلام" کے عطا کردہ معاشرت کے بنیادی اور ابدی رہنما اصولوں اور ان کی روح کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے قبل از اسلام عرب کے معاشرہ کے خد و خال، عوامل تنظیم، قواعد و ضوابط بلکہ پوری تعمیر معاشرت سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ مصلحین امت مسلمہ نے اس امر کی اہمیت و افادیت پر ہمیشہ زور دیا ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

> ان کنت ترید النظر فی معانی شریعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فتحقق اولا حال الامیین الذین بعث فیھم التی ھی مادة تشریعه و ثانیاً کیفیة اصلاحه لھا بالمقاصد المذکورة فی باب التشریع و التیسیر و احکام الملة . . . . (۳)

ترجمہ: اگر تم شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے مقاصد میں غور و فکر کرنا چاہتے ہو تو پہلے ان امی لوگوں کے حالات کا تحقیقی مطالعہ [illegible] جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مبعوث ہوئے کیونکہ [illegible] تشریعی مادہ ہیں پھر ان حالات کی اصلاح کی اس [illegible] جانچو جو تشریع، تیسیر اور احکام ملت کے [illegible]

بلا انتظار وحی مطلقاً اجتہاد کے قائل ہیں ۔ اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ احناف و شوافع کے اختلاف کی صورت میں وہ عام طور پر شوافع کا ساتھ دیتے ہیں ۔ اور اس مسئلہ میں تو عام اصحاب حدیث بھی شوافع کے ساتھ ہیں ۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ شاہ صاحب کا مسلک بھی اس مسئلہ میں وہی ہونا چاہئے جو شوافع اور عام اصحاب حدیث کا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی نوعیت

واضح رہے کہ اجتہاد اور قیاس میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے ، یعنی ہر قیاس اجتہاد ہوتا ہے لیکن ہر اجتہاد قیاس نہیں ہوتا ۔ قیاس اجتہاد کی صرف ایک شکل ہے ۔ اسی طرح جس طرح نصوص کی مرادات کی دریافت ، اور تعارض نصوص کی صورت میں ان کا حل وغیرہ بھی ، اجتہاد کی مختلف اشکال ہیں ۔

عام مجتہدین کے اجتہاد میں یہ تمام صورتیں داخل ہوتی ہیں ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد صرف اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جسے قیاس کہا جاتا ہے ، یعنی الحاق المسکوت بالمنطوق ۔ (۱۱)

شاہ صاحب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو عام مجتہدین کے اجتہاد سے ممتاز قرار دیتے ہیں ۔ اس مسئلہ میں ان کی جو رائے ہے اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے :—

" ولیس یجب ان یکون اجتہادہ استنباطاً من المنصوص کما یظن ، بل اکثرہ ان یکون علمہ اللہ تعالی مقاصد الشرع و قانون التشریع و التیسیر والاحکام ، فبین المقاصد المتلقاۃ بالوحی بذالک القانون " ۔ (۱۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد دو طرح

۱ —

جغرافیہ نویسوں سے

اس کا حاصل یہ ہوا کہ دنیاوی امور اور وہ امور جو جنگی تدابیر سے متعلق ہیں ان میں سے کوئی چیز وحی پر مبنی نہیں -

دینی امور میں سے معادیات اور ملکوت کو چھوڑ کر باقی تمام چیزیں یا تو بیشتر اجتہاد پر مبنی ہیں یا بعض وحی پر اور بعض اجتہاد پر -

اسی طرح ایک موقع پر نسخ کی اقسام بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ بعض مرتبہ رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم ارتفاقات اور عبادات کو اپنے اجتہاد سے کسی طرح منضبط فرما دیتے تھے پھر وہ دو میں سے کسی ایک طریقہ سے منسوخ ہوجاتا تھا - یا تو اس کے خلاف وحی نازل ہوجاتی تھی مثلاً آپ ص نے بیت المقدس کی طرف استقبال کا حکم دیا اور بعد میں یہ حکم وحی کے ذریعہ منسوخ ہوگیا - یا بعد میں خود آپ کا اجتہاد بدل جایا کرتا تھا ، مثلاً پہلے آپ ص نے سقاء کے سوا ہر برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ، بعد میں ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی - (۹)

شاہ صاحب کے ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام امور میں رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم کے لیے جواز بلکہ وقوع اجتہاد کے قائل ہیں ، خواہ دینی ہوں یا دنیوی یا حربی -

اس کے ساتھ ہی شاہ صاحب اس کے بھی قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد (غیر متبدل) بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے - چنانچہ فرماتے ہیں -

” و اجتہادہ صلی‌اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ الوحی لان اللہ تعالی عصمہ من ان یتقرر رایہ علی الخطاء “ - (۱۰)

البتہ یہ بات ہنوز غور طلب ہے کہ شاہ صاحب جمہور میں ہم خیال ہیں یا دوسرے علماء کے - شاہ صاحب نے اگرچہ کی - لیکن ان کے مذکورہ بیانات سے یہی تاثر

(۳) ثانوی معاشرتی جمعیتیں ۔ **Secondary Social Groups.**

جب انسان اپنی حیاتیاتی و معاشرتی احتیاجات کی تکمیل کی خاطر معاشرتی و جماعتی زندگی کو وجود میں لاتا ہے تو اس طرح معاشرہ کا وہ ماحول جس میں افراد کا تعلق بالمشافہہ اور دو بدو ہوتا ہے اور تاثیر و تاثر روبرو عمل پذیر ہوتا ہے ابتدائی جمعیت کہلاتا ہے ۔ اس بنیادی اور ابتدائی جمعیت ہی میں سب سے پہلے افراد کے رجحانات عادات اور اخلاق ڈھلتے ہیں اس میں اشتراک عمل کی روح خلوص پر مبنی ہوتی ہے اور دائمی قربت کی بنا پر پائدار بھی ہوتی ہے ۔ اس کی رکنیت پیدائشی اور جبری ہوتی ہے ان میں سے اہم ترین بنیادی جمعیت گھر یا خاندان ہے ۔

ثانوی جمعیتیں معاشرہ کے مسلم روابط و تعلقات کو قائم کرنے اور معاشرتی ضروریات و مقتضیات کو پورا کرنے کے لئے عمل میں آتی ہیں اور یہ وہ ادارے ہوتے ہیں جن کی بنیاد کسی تخیل پر مبنی ہوتی ہے اور اس کے طریق کار کا ایک خاص ضابطہ ہوتا ہے جس کے احترام پر معاشرہ مجبور ہوتا ہے ۔ (۵)

قبل از اسلام عرب معاشرہ میں بھی یہ دونوں قسم کی جمعیتیں موجود تھیں جن کی بنیاد علم و ہدایت کی بجائے جہالت و شیطنت کے اصولوں پر تھی ، جن کا محور ایقان حسب و نسب اور ایمان عصبیت و قبائلیت اور تقلید آباء کا عقیدہ تھا ۔ مذہبی عقاید ان کی خواہشات کے تابع تھے ۔ ان کا تمدن و معاشرت ، سیاست و معیشت اور اخلاق و اطوار سب تقلید آباء اور عصبیت حسب و نسب کے عقیدہ پر قائم تھے ۔ شعر جاہلی ، خطبات جاہلیہ اور قرآن و حدیث سب اس امر پر روشنی ڈالتے ہیں ۔ پہلے شعر جاہلی سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

معاویہ بن مالک بن جعفر بن کلاب معود الحکماء اپنے ایک مشہور قصیدہ میں کہتا ہے ۔

انی امرؤ من عصبة مشهورة	حشد لهم مجد اشم تليد
اباهم سيدا و اعانهم	كرم و اعمام لهم و جدود (۶)

جغرافیہ نویسوں نے

ترجمہ : میں ایک مشہور جماعت کے چیدہ اشخاص میں سے ہوں جن کو بہت بڑی بزرگی ورثہ میں ملی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ کو سردار پایا اور بزرگی نے ان کی مدد کی اور وہ اجداد و اعمام والے لوگ ہیں۔

ایک اور شاعر عوف بن الاحوص کہتا ہے :

و لکن نلت مجد اب و خال   و کان الیهما ینمی العلاء (۷)

ترجمہ : لیکن مجھے تو ددھیال و ننھیال کی بزرگی حاصل ہے اور بلندی و شرافت انہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

بنی نمیر کا ایک شاعر فخریہ انداز میں کہتا ہے

فآ بائی سراة بنی نمیر   و اخوالی سراة بنی کلاب (۸)

میرے ددھیال بنو نمیر کے سردار ہیں اور میرے ننھیال بنو کلاب کے سردار ہیں ۔

عمرو بن ھذیل العبدی مالک بن مسمع کی هجو کرتے ہوئے طنزیہ کہتا ہے۔

وما تستوی احساب قوم تورثت   قدیما و احساب نبتن مع البقل (۹)

ان لوگوں کا حسب جنہیں وراثت میں بزرگیاں قدیم سے ملی ہوں اور ان لوگوں کا حسب جو سبزی کے ساتھ اگے ہوں ، کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔

وہ صرف اپنے آباء واجداد کے کارناموں پر فخر کرنے پر قائع نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے روایاتی کارنامے تقلیداً سر انجام دینے کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے :

لسنا و ان احسابنا کرمت   یوماً علی الاحساب نتکل

نبنی کما کانت اوائلنا   تبنی و نفعل مثل ما فعلوا (۱۰)

ہم ایک دن کے لئے بھی اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں پر قناعت نہیں کرتے ، اگرچہ ان کے کارنامے شاندار ہیں ہم ان کی روایات کو باقی رکھتے ہیں اور انہی کی طرح کارہائے نمایاں سر انجام دیتے ہیں۔

معاشرہ میں حسب و نسب کی بزرگی کے اس اثر و نفوذ کے پیش نظر بعض اوقات کچھ لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے آباؤ واجداد سے منسوب کر لیتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شاعر اسی امر کی نشاندھی کرتے ہوئے کہتا ہے

انا بنی نهشل لا ندعی لاب عنه ولا هو بالآباء يشرينا (۱۱)

ترجمہ: ہم نہشل کی اولاد ہیں نہ ہم اسے چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی دوسرے کے باپ سے منسوب کرتے ہیں اور نہ وہ ہمیں دوسروں کے ہاں بیچ دیتا ہے۔

آباء و اجداد کے کارناموں پر مفاخرت کا نتیجہ باہمی منافرت اور انتشار کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ اسی سے فساد فی الارض اور خونریزی شروع ہو جاتی۔ مفاخرت اس سوسائٹی کا ایک معاشرتی شعار تھا چنانچہ اشعث بن قیس الکندی کہتا ہے۔

فمن قال کلا او اتانا بخطه" ينافرنا فيها فنحن نخاطر

تعالوا قفوا کی یعلم الناس اینّا له الفضل فیما او رثته الاکابر (۱۲)

ترجمہ: پس جو انکار کرتا ہے یا نیزہ لے کر ہمارے مقابلے پر آتا ہے ہم اسے نیزہ کا نشانہ بناتے ہیں۔ آؤ اور ٹھہر کر مقابلہ کرو تاکہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ ہم میں سے کس کے بزرگ وراثت میں بزرگی چھوڑ گئے ہیں۔

گویا اس معاشرہ میں جہاں حسب و نسب کی عصبیت اجتماعیت کی بنیاد تھی وہاں انتشار و افتراق کا بنیادی سبب بھی تھی۔

خطبات جاھلیہ سے چند مثالیں:

علقمہ بن علاثہ بن عوف الاحوص اور عامر بن الطفیل میں جب منافرت ہوئی تو عامر بن الطفیل نے اسے کہا: "واللہ انی لاکرم منك حسباً و اثبت منك نسباً و اطول منك قصباً ..." خدا کی قسم میں تجھ سے حسب کے لحاظ

سے زیادہ کریم ، نسب میں زیادہ ثابت اور بلحاظ جد زیادہ مضبوط ہوں۔ علقمہ کا جواب بھی یہی تھا کہ تم جسیم سہی میں کمزور سہی ، تم خوبصورت سہی میں قبیح سہی ، لیکن میں تمہیں حسب نسب میں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔

کسریٰ نوشیرواں کے سامنے جب مختلف اشراف العرب نے اپنے اپنے مفاخر بیان کیے تو اس وقت بھی ہر ایک کا سرمایۂ افتخار یہی حسب و نسب تھا (۱۲)
احادیث میں بھی متعدد روایات سے عربوں کی نسب پرستی کا ثبوت ملتا ہے۔

عن ابی مالک الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال اربع فی امتی من امر الجاھلیہ" لا یترکونھن الفخر فی الاحساب و الطعن فی الانساب و الاستسقا بالنجوم و النیاحہ" (۱۴)۔

ترجمہ : حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میری امت میں جاہلیت کی چار چیزیں اسی طرح رہیں گی کہ لوگ انہیں نہیں چھوڑیں گے (ایک نہ ایک گروہ ایسا ضرور رہے گا جو ان کو کچھ نہ کچھ اپنائے رکھے گا۔) آباء و اجداد کی روایات پر فخر، انساب میں طعن ، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا ، نوحہ کرنا۔

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے مختلف ارشادات میں حسب و نسب کے باطل عقیدہ کی مذمت کر کے حسب و نسب کے مفہوم میں وسعت اور حقیقت پیدا کی گئی ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا : الحسب المال و الکرم التقویٰ ۔ انسان کی کمائی اس کا حسب اور تقویٰ اس کی بزرگی (بمنزلہ نسب) ہے (۱۵) ایک اور روایت میں آیا ہے۔ کرم المومن تقواہ و دینہ حسبہ مومن کی بزرگی (نسب) اس کا تقویٰ اور اس کا دین (اعمال) اس کا حسب ہے (۱۶) حضرت ابو ذرؓ نے جب اپنے غلام کو اس کی ماں اور نسب کے بارے عار دلائی تو رسول اللہ کی زبان سے یہ کلمات نکلے " انک امرؤ فیک

جاہلیہ" " (تم ایسے شخص ہو جس میں ابھی جاھلیت کی عادت پائی جاتی ہے)
اس حدیث میں حسب و نسب پر فخر کر کے قبل از اسلام کے معاشرہ میں انتشار
و افتراق پھیلانے کی عادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (۱۷)

قرآن مجید میں بھی نہایت تاکید کے ساتھ تفہیم کے انداز میں انسانیت کو اس شیطانی حربہ " خلقتلنی من نار و خلقته من طین " سے محفوظ رہنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ چونکہ حسب و نسب پر ایمان نہ صرف کبر و غرور کی جڑ ہے بلکہ یہ شیطانی عصبیت بنی نوع انسان کی گردن میں اندھی تقلید کا ایسا طوق بن جاتی ہے جس سے انسانی فکرو فہم اور قلب و نظر کے تمام قویٰ شل ہو جاتے ہیں، انسان اپنے خالق حقیقی کو ایک کونے میں بٹھا کر کئی مصنوعی خالقوں کا بندہ بن جاتا ہے ، ارتقائے انسانیت کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں، اور زمین پر معاشرتی تخریب شروع ہو جاتی ہے ، کھوٹے اور کھرے کی تمییز باقی نہیں رہتی ، اندھی تقلید کے جنون میں تحقیق و تدقیق اور تنقید و تفکیر کے اعمال ناقابل معافی جرائم سمجھے جاتے ہیں، اس کی اصلاح ھدایت الٰہی انسانی فکرو نظر کو بیدار کر کے کرتی ہے۔ اقوام ماضیہ کی گمراھی کا سبب آباء و اجداد کی روایات کی اندھی تقلید اور ان پر ایمان تھا۔ کتاب اللہ نے اس حقیقت کی مختلف مقامات پر وضاحت کی ہے۔

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا
او لو کان آباؤھم لایعقلون شیئا و لا یھتدون (البقرة - ۱۷۰)

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ ان ھی کی تقلید کئے جائیں گے۔)

سورہٴ لقمن میں اس اندھی تقلید کی راہ پر چلنے والوں کے متعلق ارشاد ھوتا ہے :-

الم تروا ان الله سخر لكم ما فى السموات و ما فى الارض واسبغ
عليكم نعمه ظاهرة و باطنة‌ و من الناس من يجادل فى الله بغير
علم ولا هدى ولا كتب منير۔ واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالو
بل نتبع ما وجدنا عليه آباءنا اولو كان الشيطن يدعوهم الى
عذاب السعير (لقمن۔ ۲۰ - ۲۱)

ترجمه : کیا تم لوگوں کو یه بات معلوم نہیں ہوتی که الله تعالی نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاهری اور باطنی تمام نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو الله کے بارے میں بغیر کسی علم ، هدایت اور روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے که جو کچھ الله تعالی نے نازل فرمایا ہے اس کا اتباع کرو تو وہ کہه دیتے ہیں نہیں بلکه هم تو اس کا اتباع کریں گے جس پر هم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے کیا اگرچه شیطن ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا هو تب بھی (وہ اس کی اتباع کئے جائیں گے)

اس قسم کے بلا تحقیق و استدلال هٹ دهرمی کرنے والے لوگوں کے متعلق جو نه آیات کائنات میں غور و فکر کر کے اپنے خالق حقیقی کے بتائے ہوئے طریق پر زندگی گذارنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور نه کسی دلیل و برهان کو ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :-

و كذلك ما ارسلنا من قبلك فى قرية‌ من نذير الا قال مترفوها انا وجدنا
آباءنا على امة‌ و انا على اثرهم مقتدون ۔ قال اولو جئتكم باهدى مما
وجدتم عليه آباءكم قالوا انا بما ارسلتم به كفرون
(الزخرف۔ ۲۳ - ۲۴)

ترجمه : اور اسی طرح هم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وهاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ هم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور هم بھی ان هی کے پیچھے چلے جا رہے هیں۔ اس پر ان کے پیغمبر نے کہا کہ کیا (رسم آباء هی کا اتباع کئے جاو گے) اگرچہ میں منزل مقصود پر پہنچانے والا اس سے بہتر طریقہ تمہارے پاس لے آؤں جس پر تم نے اپنے آباء کو پایا ہے کہنے لگے هم تو اس دین کو مانتے هی نہیں جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔

غرض قبل از اسلام عرب معاشرہ کی تنظیم کا بنیادی عامل یہی نسب کا رشتہ تھا اور اس رشتہ کے علاوہ ان کے هاں کوئی ایسا دین نہ تھا جس کے احکام کی پابندی ان پر لازمی قرار پاتی اور جو ان کی اجتماعی وحدت کے بندھنوں کو مضبوط کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے دین " الاسلام " کی تبلیغ شروع کی، پہلے پہل تو لوگ اسے سنتے رہے اور مذاق اڑاتے رہے۔ لیکن جب آپ نے ان کے بتوں کی مذمت کی اور ان کے آباء واجداد کے کفر پر مرنے کے بارے میں اعلان کیا تو وہ آپ کے سخت دشمن هوگئے اور آپ سے نفرت کرنے لگے (١٨)۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے هوئے حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا تھا فتعظم علی العرب ان یترکوا دین آباءهم فخص اللہ المهاجرین الاولین من قومه بتصدیقه۔ (١٩) عربوں کو اپنے آباء و اجداد کی دینی روایات چھوڑنا شاق گذرتا تھا پس اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قوم هی سے مهاجرین اولین کو آپ کی تصدیق کے لئے منتخب فرمایا۔

آباء و اجداد پر فخر و غرور کرنا عربوں کی گھٹی میں پڑ چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فتح مکہ کے دن جو خطبہ دیا اس میں آپ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔

يا معشر قريش ! ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية" و تعظمها بالآباء۔ الناس من آدم وآدم خلق من تراب ثم تلا۔ يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر و انثى۔ . . . (۲۰)

(اے گروہ قریش اللہ تعالی نے جاهلیت کی نخوت اور آباء واجداد کے نام پر عظمت کے اظہار کو تم سے دور کر دیا ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے) اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی سورة الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی جو اسلامی معاشرہ میں عزت و احترام اور عظمت و بزرگی کا بنیادی اصول واضح کرتی ہے" اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شعوب و قبائل میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو خدا تعالی کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو"

اس عرب معاشرہ میں حسب و نسب کی بناء پر عصبیت اور نسل کی بنیاد پر معاشرتی جمعیتوں کی تقسیم میں ان کے قدرتی و سائل اور بنیادی ذرائع معاش کا بھی بہت دخل تھا۔ زمین جو پیدائش دولت و معاش کا منبع و مصدر ہے زیادہ تر ریگستانی اور چٹیل تھی اگر بعض مقامات پر زرخیز و قابل کاشت تھی تو وہ بھی باران رحمت کی منتظر و محتاج ، کاروا نہائے تجارت کے مال و اسباب کے لئے وہ دوسروں کے محتاج تھے۔ صنعت و حرفت کے لئے ان کے پاس خام مال اس قدر کم تھا کہ وہ اپنی ضروریات کو بھی پورا نہیں کر سکتے تھے۔ قدرتی اور جغرافیائی حد بندیوں نے انہیں اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ وہ کبھی کسی مہذب و متمدن سلطنت کے زیر اثر نہیں آئے تھے۔ اس لئے ابھی تک وہ معاشرتی لحاظ سے فطرت و جبلت صحیحہ کے زیادہ قریب تھے۔ ان کی پوری آبادی اپنی معاشرتی احتیاجات کے پیش نظر بدویت و حضریت میں منقسم تھی انہیں حصول معاش کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا پڑتی۔ تلاش معاش میں وہ اکثر باہم دگر برسر پیکار رہتے۔ تلاش معاش میں صحرا ، چٹیل میدانوں ،

اور خشک پہاڑوں کی خاک چھاننا پڑتی، گرم سرد ہواؤں میں مارے مارے پھرتے۔ اس زندگی نے انھیں نہایت جفاکش، جری، بہادر اور جنگجو بنا رکھا تھا۔ پانی کے ذخائر سر سبز و شاداب چراگاہوں اور زرخیز مقامات کی تلاش میں جب وہ نکلتے تو اکثر اوقات لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی۔ معاشی تنگدستی اور مفلوک الحالی کی بنا پر بدو آبادی اکثر اوقات کاروانہائے تجارت کو بھی لوٹ لینے پر آمادہ ہوجاتی۔ ان جغرافیائی اور معاشی عوامل نے بھی انہیں حسب و نسب کی بنا پر معاشرتی طبقہ بندی کرنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ اور کسی بھی تہذیب و تمدن سے مغلوب نہ ہونے کی بنا پر ان میں ابھی فطرتی قرابت داری کی محبت کا عنصر بھی غالب تھا۔

حواشی

(۱) ۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ نیو ایڈیشن ۱۹۶۰ء۔ ج ۱ ص ۸۸۳
۲۔ کتاب العرب قبل الاسلام۔ جرجی زیدان۔ قاہرہ ۱۹۳۹ء ص ۱۴۳
۳۔ ارض القرآن۔ سید سلیمان ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء ج ۱۔ ص ۵۸

(۲) ۱۔ معجم ما استعجم۔ عبداللہ بن عبد العزیز البکری۔ قاہرہ ۱۹۴۵ء ج ۱۔ ص ۱ تا ۹۰
۲۔ نہایۃ الارب فی معرفۃ انساب العرب۔ ابو العباس احمد القلقشندی۔ قاہرہ ۱۹۵۹ء ص ۱۶
۳۔ Sir Henry Smith-Historian's history of the world. نیویارک۔ ۱۹۰۴ء۔ ج ۸ ص ۲۔۳
۴۔ ارض القرآن۔ سید سلیمان ندوی۔ مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء ج ۱۔ ص ۶۹ تا ۸۷
۵۔ Islam ڈاکٹر حسن ابراھیم۔ بغداد ۱۹۶۷ء ص ۱۶

(۳) حجۃ اللہ البالغہ۔ احمد شاہ ولی اللہ۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۱۔ ص ۹۹

(۴) حجۃ اللہ البالغۃ۔ احمد شاہ ولی اللہ۔ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۲۔ ص ۹۱

(۵) Emory S. Bogardus - Sociology نیویارک۔ ۱۹۵۴ء ۴ تا ۱۰

(۶) مفضلیات۔ المفضل بن محمد الضبی۔ مطبوعہ دارالمعارف۔ مصر ۱۹۵۲ء ص ۳۵۶

(۷) ایضاً ص ۱۷۵

(۸) دیوان الحماسہ۔ ابو تمام الطائی۔ باب الحماسہ

(۹) ایضاً۔ باب الھجاء

(۱۰) ایضاً باب الاضیاف والرائج

(۱۱) ایضاً باب الحماسہ

(۱۲) نہایۃ الارب فی معرفۃ انساب العرب - ابو العباس احمد القلقشندی بغداد ۱۹۵۹ء ص ۱۱۴

(۱۳) جمہرۃ خطب العرب - احمد زکی صفوت - قاہرہ - ۱۹۶۲ء ج ۱ - ص ۴۲

(۱۴) مسند - ۱ - الامام احمد بن حنبل الشیبانی - قاہرہ - ط اول ج ۵ ص ۳۴۲

۲ - صحیح مسلم - الامام مسلم بن الحجاج القشیری - کتاب الجنائز باب ۹۴

(۱۵) مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی جلد ۵ ص ۱۰

(۱۶) الموطا - امام مالک بن انس - کتاب الجہاد - باب ۳۵

(۱۷) صحیح بخاری - امام محمد بن اسماعیل البخاری - کتاب الایمان -

(۱۸) الطبقات الکبریٰ - ابن سعد - بیروت ۱۹۵۷ء ج ۱ - ص ۱۹۹

(۱۹) جمہرۃ خطب العرب - احمد زکی صفوت - قاہرہ ۱۹۶۲ء ج ۱، ص ۱۷۴

(۲۰) ایضاً ج اول - ص ۱۵۴